Al-Watan
Tours & Travels
Hajj & Umrah Group Operator.
Domestic & International Air Ticketing and Visa Services
#:Shop No.15, 16, Shujaiya Bazar, Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-66171244 / 9247772786

ST

شجاعیہ ٹائمز

انگریزی ہفت روزہ

Urdu Edition/اردو ایڈیشن

21 ستمبر 2025ء ☆ تعدادِ صفحات:4 ☆ قیمت:-/10روپے

ملت اسلامیہ کا ایک سنگین مسئلہ

اس وقت جن مسائل نے ملت کے رہنماؤں کو تشویش میں ڈال رکھا ہے، ان میں سرفہرست بعض مسلمان لڑکیوں کی غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ نکاح کا مسئلہ ہے، یہ رشتہ اگر چہ شرعی اعتبار سے معتبر نہیں ہے؛ لیکن قانون کی نظر میں اس کا اعتبار ہے، یوں تو اس طرح کے واقعات ہمیشہ سے پیش آتے رہے ہیں: مسلمان مردوں کا غیر مسلم عورتوں سے اور مسلمان عورتوں کا غیر مسلم مردوں سے نکاح، فلمی دنیا اور سیاست کی دنیا میں اس طرح کے واقعات زیادہ پیش آیا کرتے رہے ہیں؛ لیکن اب اس میں دو ایسی باتیں شامل ہوگئی ہیں، جن کی وجہ سے بجا طور پر زیادہ تشویش پائی جاتی ہے، ایک یہ کہ پہلے اس طرح کے واقعات اتفاقی طور پر پیش ا? یا کرتے تھے اور زیادہ تر شخصی پیار ومحبت کا نتیجہ ہوتے تھے؛ لیکن اب فرقہ پرست عناصر کی طرف سے منصوبہ بندی کے ساتھ اس کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس کا اعلان واظہار بھی کیا جاتا ہے؛ تاکہ مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ رسوا کیا جائے، دوسرا سبب یہ ہے کہ بہت سے مسلمان رہنما بھی اس کے عواقب پر غور کئے بغیر بہت بڑھا چڑھا کر مبالغہ کے ساتھ ایسے واقعات کے اعداد وشمار اپنی تقریروں اور تحریروں میں نقل کر رہے ہیں؛ حالاں کہ اِس بڑی تعداد میں ایسے واقعات کا کوئی معتبر ثبوت موجود نہیں ہے، میرج رجسٹریشن آفس میں ضرور اس کا ریکارڈ ہوتا ہے؛ لیکن وہ اتنا نہیں ہے جو کہا جاتا ہے، اور اس میں دونوں طرح کے واقعات ہیں، جیسے مسلمان لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ رشتہ ازدواج کے رجسٹریشن ہو رہے ہیں، اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر غیر مسلم لڑکیوں کے بھی مسلمان لڑکوں کے ساتھ نکاح کے واقعات درج ہوتے ہیں۔

یہ سمجھنا بھی درست نہیں ہوگا کہ نعوذ باللہ مسلمان لڑکیوں کی بڑی تعداد مرتد ہو رہی ہے، اور مرتد ہونے کے بعد وہ اپنا جوڑا غیر مسلم سماج میں تلاش کر رہی ہے، جیسا کہ نو مسلم لڑکیاں مسلمان ہونے کے بعد مسلمان لڑکوں سے شادی کی خواہاں ہوتی ہیں؛ بلکہ زیادہ تر وہ صرف اپنی شادی کسی خاص سبب کے تحت غیر مسلم آشنا سے کرنا چاہتی ہیں، یا اس پر آمادہ ہو جاتی ہیں، عام طور پر وہ اپنا مذہب بدلنا نہیں چاہتیں، تعلیمی اداروں میں مغرب کا کلچر تیزی سے آرہا ہے کہ وقتی پیار ومحبت کو نکاح کی شکل دے دی جائے اور دونوں اپنے اپنے مذہب پر قائم رہیں؛ اس لئے ایسے سارے واقعات ارتداد پر مبنی نہیں ہیں؛ بلکہ زیادہ تر بوالہوسی پر مبنی ہیں، دوسرے یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے واقعات کا چرچا کرنے سے ملت میں شکست خوردگی کا احساس بڑھ جاتا ہے اور قوم اجتماعی سطح پر مرعوبیت کا شکار ہو جاتی ہے، یہ احساس کمتری اس میں بزدلی اور سپر اندازی کا مزاج پیدا کر دیتی ہے؛ اس لئے ایسی غیر مصدقہ باتوں کو زیادہ مشتہر کرنا بحیثیت مجموعی امت کے لئے نقصاندہ ہے، اور جب بدقماش لوگ سنتے ہیں کہ اتنے سارے لوگوں نے یہ راہ اپنالی ہے تو پھر اس کی برائی کا احساس بھی ان کے دل میں کم ہو جاتا ہے؛ اس لئے اصلاحی کوششیں تو ضرور کرنی چاہئے؛ لیکن اس کو ایسا موضوع نہیں بنا دینا چاہئے کہ جو نوجوان اس قسم کی بات سوچ رہے ہوں، گناہ کے ارتکاب میں اُن کی ہمت بڑھ جائے کہ جب قوم کے اتنے سارے لوگ اس میں مبتلا ہیں تو اگر میں بھی اس حمام میں اتر جاؤں تو کیا برا ہے؟

اسلام کا تصور یہ ہے کہ رشتہ نکاح میں دونوں فریق کے درمیان زیادہ سے زیادہ ہم آہنگی ہونی چاہئے، یہ ہم آہنگی رشتوں کو پائیدار بناتی ہے، جو لوگ وقتی طور پر کسی پر دل پھینک دیتے ہیں اور اس بنیاد پر ازدواجی رشتہ سے بندھتے ہیں، عموماً ان کے درمیان تعلق میں استحکام باقی نہیں رہتا، ہم آہنگی کے لئے ایک ضروری شرط فکر وعقیدہ کی موافقت بھی ہے، سوچئے کہ اگر ایک شخص اللہ کو ایک مانتا ہو اور اللہ کے سوا کسی کے سامنے اپنی پیشانی رکھنے کو سب سے بڑا جرم تصور کرتا ہو، اس کی اس شخص کے ساتھ چوبیس گھنٹے کی زندگی میں کیسے موافقت ہوسکتی ہے، جو سینکڑوں مخلوقات کا پجاری ہو، جب دونوں کے مذہبی تہوار آئیں گے تو اگر وہ اپنے نظریہ میں سنجیدہ اور سچا ہو تو کیا ان کے درمیان نزاع پیدا نہیں ہوگی؟ جب اولاد کی تعلیم وتربیت اور ان کی مذہبی وابستگی کا مسئلہ آئے گا تو کیا آپس میں کھینچ تان کی نوبت نہیں آئے گی؟ یقیناً آئے گی؛ اسی لئے اسلام میں جو چیزیں نکاح میں رکاوٹ مانی گئی ہیں، جن کو فقہ کی اصطلاح میں ''موانع نکاح'' کہا جاتا ہے، ان میں ایک اختلاف دین بھی ہے۔

اگر گہرائی کے ساتھ غور کیا جائے تو غیر مسلم لڑکوں کے ساتھ شادی کے واقعات کے بظاہر چار بنیادی اسباب ہیں، اول: شادی کی فضول خرچیاں، دوسرے: مسلمان لڑکوں کی تعلیمی پسماندگی، تیسرے: مخلوط تعلیم، چوتھے: مخلوط ماحول کی ملازمت — شادی میں فضول خرچی اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ اب عام لوگوں کی شادیاں پرانے نوابوں اور راجاؤں کی شادیوں میں ہونے والے تزک و احتشام کو بھی مات کر رہی ہیں، دولت مند طبقوں نے اس کو اپنی مالی فراوانی کے مظاہرہ کا ذریعہ بنا لیا ہے، درمیانی طبقہ اس کی وجہ سے بعض اوقات در ودیوار تک بیچنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور کمزور طبقہ اگر دین سے بے بہرہ ہو تو چاہتا ہے کہ کسی طرح اپنے جگر گوشہ کے بوجھ سے نجات پا جائے، خواہ وہ کسی مسلمان کے گھر میں جائے یا غیر مسلم کے، جب تک معاشرہ کے دولت مند لوگ سادگی کو اختیار نہ کریں گے، اس صورت حال میں کسی تبدیلی کا امکان نہیں، اس کے لئے ضروری ہے کہ جیسے قدرتی آفات کے مواقع پر مدد اور بچاؤ کی مہم شروع کی جاتی ہے، اسی طرح نکاح میں سادگی پیدا کرنے کے لئے علماء ومشائخ، سماجی وسیاسی رہنما، صحافی اور اہل علم ودانش، مذہبی تنظیموں اور جماعتوں کے کارکنان ایک مہم چلائیں اور گھر گھر دستک دے کر انھیں سادہ طریقہ پر تقریب نکاح انجام دینے کی دعوت دیں۔

تعلیمی صورت حال یہ ہے کہ لڑکیاں تعلیم میں آگے بڑھتی جاتی ہیں اور لگتا ہے کہ لڑکوں نے پیچھے کی طرف اپنا سفر شروع کر رکھا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکیوں کو ان کے جوڑ کے لڑکے میسر نہیں ہوتے، موجودہ حالات میں لڑکیوں کو اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ تعلیم کو ترک کر دیں، بالخصوص ان حالات میں کہ زندگی کے تمام شعبوں میں خواتین کے لئے پچاس فیصد حصہ داری کی کوشش کی جا رہی ہے، ان حالات میں اگر مسلمان لڑکیاں تعلیم ترک کر دیں تو پچاس سیٹیں بغیر کسی جد وجہد کے دوسروں کے ہاتھ میں چلی جائیں گی، اور پھر حصول تعلیم میں جو مسابقت جاری ہے، خاص کر لڑکیوں کو جو سہولت دی جا رہی ہے، اس کے بعد اس سلسلہ میں آپ کی نصیحت نتیجہ خیز بھی نہیں ہوسکتی؛ اس لئے لڑکوں میں یہ مزاج پیدا کرنا ہوگا کہ وہ تعلیمی جد وجہد میں اپنے قدم آگے بڑھائیں، اگر ہر مسلمان گھر میں یہ فکر جاگ جائے تو اس کی نوبت نہیں آئے گی کہ تعلیم یافتہ نوجوان لڑکیوں کو ان کے جوڑ کا رشتہ نہیں مل پائے، دوسری طرف تعلیم یافتہ لڑکیوں کی ذہنی اور فکری تربیت کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک مسلمان کے لئے اصل وجہ افتخار اس کا صاحب ایمان ہونا ہے، نہ کہ اس کا زیادہ تعلیم یافتہ اور اونچے ذریعہ معاش کا حامل ہونا؛ کیوں کہ تعلیم اور دولت کی کوئی نہایت نہیں، ایمان اس سے بھی قیمتی جوہر ہے، کسی مسلمان لڑکی کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عار کی بات نہیں ہوسکتی کہ اس نے ایمان سے محروم شخص کو اپنا رفیق زندگی بنا رکھا ہو۔

ان واقعات کا تیسرا سبب ''مخلوط تعلیم'' ہے، لڑکوں اور لڑکیوں کا اختلاط نہ صرف اخلاقی اعتبار سے نقصاندہ ہے؛ بلکہ تدریسی نفسیات کے اعتبار سے بھی مضر ہے، مگر افسوس کہ مسلمانوں کے زیر انتظام جو درسگاہیں قائم ہیں، ان میں بھی بڑے فخر کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ یہاں ''کوایجوکیشن'' (مخلوط تعلیم) ہے، مخلوط تعلیم کا یہ نظام نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ پورے ہندوستانی سماج کو غیر معمولی اخلاقی نقصان پہنچا رہا ہے؛ اس لئے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کم سے کم جونیئر کالج کی سطح تک زیادہ سے زیادہ الگ الگ درسگاہیں قائم کریں اور پیشہ وارانہ تعلیم کے کالجوں میں اگر جداگانہ درسگاہوں کا قیام دشوار ہو تو کم سے کم کلاس روم میں ایسی عارضی دیواریں رکھی جائیں، جو لڑکوں اور لڑکیوں کی نشست گاہوں کو الگ رکھتی ہوں، نیز مسلم علاقوں میں گورنمنٹ سے گرلس اسکول اور گرلس کالج قائم کرانے کی کوششیں کی جائیں، اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت ملک کے اکثر چھوٹے بڑے شہروں میں مسلمان تعلیمی ادارے قائم کر رہے ہیں، اگر تمام مسلمان طے کرلیں کہ وہ پرائمری اسکول کی سطح سے اوپر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے الگ الگ درسگاہوں کا نظم کریں گے تو اندازہ ہے کہ پچاس فیصد مسلمان طلبہ وطالبات انشاء • اللہ مخلوط تعلیم کی برائیوں سے بچ جائیں گے۔

ایسے ناخوشگوار واقعہ کا چوتھا سبب مسلمان لڑکیوں کا مخلوط ماحول میں بالخصوص کال سینٹروں میں ملازمت کرنا ہے، جو لڑکے اور لڑکیاں کال سینٹروں میں ملازمت کرتے ہیں، اکثر وہ رات کے وقت ایک ہی ٹیکسی میں سفر کر کے اپنے دفتر پہنچتے ہیں، ان کی رات ایک دوسرے کے ساتھ تنہائی میں گزرتی ہے، آپس میں مستقل طور پر گفتگو کی اور ساتھ کھانے پینے کی نوبت آتی ہے، اس طرح جوان لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ساتھ مل کر کام کرنا آگ اور پٹرول کو ایک جگہ جمع کرنا ہے؛ اس لئے ماں باپ اور گارجین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس معاملہ میں پوری احتیاط سے کام لیں، لڑکیوں کو ایسی ملازمت کی اجازت نہیں دیں اور اپنے بچوں کی تربیت کریں۔

گو ایسے ناخوشگوار حالات کے لئے اور بھی اسباب ہیں؛ لیکن وہ اِکّا دُکّا واقعات کا سبب بنتے ہیں، یہ چار اسباب زیادہ اہم ہیں، اور ضروری ہے کہ مسلمان اس پر توجہ دیں اور اُمت کے ارباب حل وعقد پوری سنجیدگی کے ساتھ اس ناگفتہ صورت حال پر غور کریں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آج کی غفلت کل کے سیلاب کا پیش خیمہ بن جائے اور پھر اس پر بند باندھنا ممکن نہ رہے!!

Lulus The Pearls Shoppee...
Spl. in: Pearls Jewellery
Stone Necklace,
Rani Haar, Pearls,
Lac Bangles,
Stone Bangles,
Pearls Bangles Etc.
We Accept All Credit Cards
#:Shop No.9, Shujaiya Bazar,
Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-24515253 / 8019659606

رحمۃ للعالمین ﷺ کے خلق عظیم

مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ کا خلق قرآن ہے

مالکِ کائنات اللہ رب العزت کے بعد سب سے بزرگ و برتر، سب سے اولیٰ واعلیٰ، حبیب کبریا، امام الانبیا، فخر رسل، باعثِ تخلیق ہر جز وکل، خیر البشر، محسنِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ جانِ رحمت ﷺ کی بے مثال شخصیت پر بے شمار کتابیں لکھی گئیں، مقالات اور مضامین سپر دِقلم کئے گئے اور کئے جارہے ہیں۔ آنے والی صبح قیامت تک لکھے جاتے رہیں گے۔ شعرا نے قصائد اور نعتوں کے ذریعہ آپ ﷺ سے محبت کے اظہار کو باعثِ سعادت و سرفرازی سمجھا ہے۔ مگر سچ اور حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ اور حق ادا بھی کیسے ہو؟ محمد رسول اللہ کی عظمت و رفعت خداوند کریم کا ایسا عطیہ ہے جو انسان کے تصور سے ماورا ہے۔ عاجز ہو کر انسان کو یہی کہنا پڑتا ہے

لایمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ کے اوصافِ جمیلہ، آپ کے خلقِ عظیم، حسنِ کردار اور مبارک تعلیمات کا تذکرہ قرآن کریم نے بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے اور آپ کے اخلاق کو عظیم فرمایا۔ اور فرمایا: حضور کا خلق قرآن ہے۔ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (اور بے شک تمھاری خو بڑی شان کی ہے۔ (القرآن، سورۃ القلم) معلوم ہوا کہ کوئی بھی حضور کے اخلاق اور اوصاف کو کما حقہ بیان نہیں کرسکتا۔ حضرت مولانا احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ، میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کردیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

آپ عظیم ہیں، خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں کو قلیل فرمایا ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ (دنیا کا مال و متاع قلیل ہے) اس کے باوجود کوئی شخص دنیا کی نعمتیں شمار نہیں کرسکتا۔ فرمانِ الٰہی ہے: ترجمہ (تم ہماری دی ہوئی نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے)۔ جب قلیل کو شمار کرنا غیر ممکن ہے تو جسے رب تعالیٰ عظیم کہے اس کے اوصاف کریمانہ شمار کرنے کی کس کو طاقت ہے۔

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا، تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن وادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا، نہ کسی کو ملے، نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر وکلام وبقا کی قسم

آپ کے اخلاقِ کریمانہ

خلقِ عظیم وہ نعمت اعلیٰ ہے کہ ا؟ تعالیٰ نے اس کی تعلیم اپنے حبیب پاک ﷺ کو اس آیتِ مبارکہ میں فرمائی ہے: (درگزر کی عادت اپناؤ، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں کو منھ نہ لگاؤ۔ القرآن، سورہ الاعراف) حدیثِ پاک میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے اس بات کی وضاحت چاہی۔ انھوں نے فرمایا: (آپ کو بہترین اخلاق عطا کئے گئے ہیں، جو آپ سے قطع تعلق کرے اسے اپنے ساتھ بلائیں، جو آپ کو نہ دے آپ اسے عطا کریں، جو آپ پر ظلم کرے اسے آپ معاف کردیں)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب ﷺ پر فضل و کرم اس درجہ ہے اور آپ ﷺ کے اخلاق عظیمہ اس پائے کے ہیں کہ کوئی بھی عقل اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ سیرت طیبہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح آشکارا ہوتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان مراتب عالی کو آخری حد تک پہنچا دیا جس کے آگے بڑھنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ (مجھے بہترین اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔ (سنن ابی داؤد)۔

حضرت حسنین نور قدسرہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کا خلق عظیم کیوں نہ ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل اقدس پر اخلاقِ عظیم واخلاقِ کریمہ کے انوار کی تجلی فرمائی ہے۔ علامہ اسمٰعیل حقی قدسرہ فرماتے ہیں: آپ کا خلق عظیم ہے کیونکہ آپ عظیم ذات کے مظہر ہیں۔ اس لئے عظیم کا خلق بھی عظیم ہے۔ سب سے بہتر اور جامع تفسیر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمائی ہے۔ حضرت سعد بن ہشام فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا، اے ام المؤمنین، مجھے نبی اکرم ﷺ کے خلق کے بارے میں بتائیں۔ انھوں نے فرمایا، تم قرآن پاک نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا، میں پڑھتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا، (نبی ﷺ کا خلق قرآن ہے) (صحیح مسلم جلد اول) ایک اور روایت میں ہے۔ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی سورہ مؤمنون کی ابتدائی دس آیتیں پڑھو۔ یہ آپ کا خلق ہے (مسلم بن الحجاج قشیری، مسلم شریف)

نبی کریم کا عفو وصبر کی تعلیم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں۔ آپ ﷺ تشریف فرما تھے۔ (رسول اللہ ﷺ اس شخص کے مسلسل گالیاں دینے پر اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صبر کرنے اور چپ رہنے پر) تعجب اور تبسم فرمارہے تھے، پھر جب اس آدمی نے بہت ہی زیادہ گالیاں دیں (اور زبان کو روکا ہی نہیں) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی بعض باتوں کو اس پر الٹ دیا اور کچھ جواب دیا تو رسول اللہ ناراضگی کے ساتھ وہاں سے اٹھ کر چل دئے۔ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس بات کی فکر لاحق ہوئی اور وہ جلدی سے معذرت کے لئے اور حضور کی ناراضگی کا سبب معلوم کرنے کے لئے آپ کے پیچھے چلے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور کے پاس پہنچے اور عرض کیا یارسول اللہ (یہ کیا بات ہوگئی کہ) وہ شخص مجھے گالیاں دیتا رہا اور آپ وہاں تشریف فرمارہے پھر جب میں نے کچھ جواب دیا تو آپ ناراض ہوکر اٹھ کر چلے آئے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تک تم خاموش تھے اس وقت تک تمھارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمھاری طرف سے جوابدہی کررہا تھا، پھر جب تم نے خود جواب دینا شروع کردیا تو وہ فرشتہ تو چلا گیا اور شیطان بیچ میں آگیا (کیونکہ اسے امید ہوگئی کہ وہ لڑائی کو اور آگے بڑھا سکے گا) اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! تین باتیں ہیں جو سب کی سب بالکل حق ہیں۔

(۱) پہلی بات یہ کہ جس بندہ پر کوئی ظلم و زیادتی کی جائے اور وہ محض اللہ عز و جل کے لئے اس کو درگزر کرے (اور انتقام نہ لے) تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کی بھرپور مدد فرمائے گا (دنیا اور آخرت میں اس کو عزت دے گا) (۲) دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص صلہ رحمی کے لئے دوسروں کو دینے کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کو اور بہت زیادہ دے گا۔ اور (۳) تیسری بات یہ ہے کہ جو آدمی (ضرورت سے مجبور ہوکر نہیں) اپنی دولت بڑھانے کے لئے سوال اور گداگری (بھیک مانگنے کا) کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دولت کو کم کر دے گا۔ (مسند احمد، جلد۲، صفحہ۶۳۴، مشکوٰۃ)

انصاف کے ساتھ ظلم کا بدلہ لینا اگرچہ جائز ہے لیکن فضیلت وعزیمت کی بات یہی ہے کہ بدلہ لینے کی قدرت کے باوجود محض اللہ کے لئے معاف کردے تو یہ ثواب واجر کی بات ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے اپنے ذاتی معاملہ میں کبھی کسی کو سزا نہیں دی، لیکن جب اللہ کی حدود کو کوئی توڑتا تو آپ ﷺ اس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے سزا دیتے تھے۔ (بخاری شریف)

کرکے تمھارے گناہ مانگیں تمھاری پناہ
تم کہو دامن میں آ، تم پر کروڑوں درود
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پر کروڑوں درود

رسول اللہ ﷺ کا عالمی پیغام

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی بار معاف کروں؟ آپ ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے۔ اس نے پھر وہی عرض کیا، یارسول اللہ! میں اپنے خادم کا قصور کتنی بار معاف کروں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہر روز ستر بار (جامع ترمذی)

سوال کرنے والے کا مقصد یہ تھا کہ حضرت! اگر میرا خادم بار بار قصور (غلطی) کرے تو کہاں تک اسے معاف کروں اور کتنی بار معاف کرنے کے بعد اس کو سزا دوں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اگر بالفرض روزانہ ستر (۷۰) بار بھی قصور کرے تو تم اس کو معاف ہی کرتے رہو۔ آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ قصور کا معاف کرنا کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کی حد مقرر کی جائے بلکہ حسنِ اخلاق، عفو درگزر اور رحم کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر بالفرض وہ روزانہ ستر بار سے بھی زیادہ غلطی کرے تو اس کو معاف ہی کردیا جائے۔ ستر کا عدد تحدید کے لئے نہیں بلکہ تکثیر کے لئے ہے۔ جتنی دفعہ بھی ہو قصور معاف کردیا جائے۔ آپ ﷺ کی سیرت و طریقۂ زندگی ہم تمام مسلمانوں کے لئے آخری اور قطعی نمونہ کی حیثیت ہے اور تا قیامت آپ ﷺ کا اسوہ ہمارے لئے قابلِ عمل ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سبھی نہ صرف سیرت رسول پڑھیں بلکہ عمل بھی کریں تاکہ دنیا و آخرت کامیاب ہو۔ آمین ثم آمین۔ لاکھوں کروڑوں درود مصطفیٰ جان رحمت ﷺ پر

حلقۂ ذکر الٰہی، تعلیمات اسلامی و دینی تربیتی مجالس

بروز جمعرات
☆ بعد عصر تا مغرب: حلقۂ ذکر جہری و وعظ (بمقام درگاہ حضرت سیدنا میر شجاع الدین صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ، عیدی بازار حیدرآباد)۔

بروز جمعہ
☆ 2-00 تا 3-00 بجے: خطاب علامہ مولانا سید شاہ عبیداللہ قادری آصف پاشاہ صاحب قبلہ (بمقام جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد) نماز جمعہ بوقت 3-15 بجے
☆ بعد نماز جمعہ: مجلس درود و ذکر، نذرانۂ سلام بحضور خیر الانام ﷺ۔

بروز ہفتہ
☆ دینی تربیتی کیمپ
بعد مغرب تا اتوار کی عشاء
ذکر واذکار، وظائف و درود، فقہی و بنیادی مسائل، تذکرۃ الاولیاء، مراقبہ، پنجگانہ نمازوں کے علاوہ تہجد واشراق کی عملی تربیت
(بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

بروز اتوار
☆ دوپہر 2 تا 3 بجے: حلقۂ ذکر، درس حدیث، خطبات غوث الاعظمؓ، فقہی مسائل، تذکرۃ الاولیاء۔

بروز پیر
☆ بعد نماز مغرب تا عشاء حلقہ ذکر و درس بمقام بارگاہ حضرت حافظ سید عبداللہ شاہ شہیدؒ عیدی بازار، حیدرآباد۔

بروز منگل
☆ مغرب تا عشاء: درس تصوف، سوال وجواب (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)
☆ بعد گیارہ روزہ محافل

روزانہ: بعد نماز مغرب ذکر جہری (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ، عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار، حیدرآباد۔

زیرنگرانی وزیرسرپرستی
حضرت العلامہ مولانا
سید شاہ عبیداللہ قادری‘ آصف پاشاہ صاحب قبلہ
سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہؒ، متولی وخطیب جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد۔

زیرانتظام:
انجمن خادمین شجاعیہؒ آندھراپردیش
040-66171244

تصانیف شعبہ نشرواشاعت انجمن خادمین شجاعیہ

☆ کشف الخلاصہ ☆ مناجات ختم قرآن مجید ☆ دینی تعلیمی نصاب
☆ خطبات شجاعیہؒ ☆ سیرت شجاعیہؒ ☆ مناقب شجاعیہؒ
☆ دل کی بیماریاں اوران کا علاج ☆ رسالہ فضائل رمضان ☆ اوراد و وظائف

Books of Shujaiya Anjuman-e-Khadimeen

☆Kashful Qulasa ☆Munajat-e-Khatm-e-Quran ☆Deeni Taleemi Nisab ☆Qutbat-e-Shujaiya ☆Seerat-e-Shujaiya ☆Manaqab-e-Shujaiya ☆Dil Ki Bimariyan aur inka Ilaaj

Books Available at : کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

#:Khanqahe Shujaiya, Backside Jama Masjid Shujaiya Charminar Hyderabad. **PH:040-66171244**

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی

21 ستمبر 2025 ء

سورة الاعراف

.1 اللہ اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بیزاری (و دست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح وامن کا) معاہدہ کیا تھا (لیکن اُنہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کر دیا)۔ o2. پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ (تک) گھوم پھر لو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ o3. (یہ آیات) اللہ اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اوراس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (ان سے بری الذمّہ ہے)، پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے، اور (اے حبیب!) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیں o

.6 اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواست گار ہو تو اسے پناہ دے دیں تا آنکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے o

.7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہوسکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیز گاروں کو پسند فرماتا ہے۔ o7. (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اوراس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہوسکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیز گاروں کو پسند فرماتا ہے 9.o انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی پھر اس (کے دین) کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے، بیشک بہت ہی برا کام ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں o

حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔" (مسلم)

" جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے " اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیا داروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت وعزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ان کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سرپوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر ومنزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جا سکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جا سکتا ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل و ملتفت ہوں، تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس ورغبت نہ ہو۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیا داروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اور ان کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب وہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

"اور اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے اوراس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے

اللہ تعالی نے انبیاء کرام ورسل عظام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام کو آیات ومعجزات دے کر دنیا میں مبعوث فرمایا اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سراپا معجزہ بنا کر اس خاکدان گیتی میں جلوہ گر فرمایا: آپ کے بدن اقدس کے ہر عضو مبارک سے قدرت خداوندی کے جلوے ہویدا ہوئے، بے شمار آیاتِ بینات ومعجزاتِ باہرات ظہور پذیر ہوئے۔ چنانچہ احادیث شریفہ کے ذخیرے سے سنن وجوامع، معاجم ومسانید میں کئی ایک روایات ملتی ہیں جس میں واضح وصریح الفاظ ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے انگشتہائے مبارک سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے، خدمت اقدس میں حاضر صحابہ کرام علیھم الرضوان اُس سے سیراب ہوئے، یہاں صرف صحیح بخاری شریف ج 1 باب علامات النبوۃ فی الاسلام سے ایک روایت نقل کی جاتی ہے:

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے اور تم ان کو ڈرانے کا ذریعہ سمجھتے ہو، ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، پانی کی قلت ہو چکی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: کچھ پانی لاؤ، صحابہ کرام نے ایک برتن خدمت اقدس میں پیش کیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے اپنا دست مبارک برتن کے اندر رکھا پھر فرمایا: پاک کرنے والے برکت والے پانی کی طرف آؤ، برکت اللہ تعالی کی جانب سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پانی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتہائے مبارک کے درمیان سے ابل رہا ہے اور جب آپ تناول فرماتے تو ہم کھانے سے تسبیح کی آواز سنتے۔ (صحیح بخاری شریف، ج1، باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

انگشتہائے مبارک سے پانی نکلنے کا یہ معجزہ سفر وحضر میں کئی ایک مرتبہ واقع ہوا، اس معجزہ کو روایت کرنے والے صحابہ کرامؓ میں حضرت انس بن مالکؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول صحیح بخاری شریف ج 1 باب علامات النبوۃ فی الاسلام کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ حضرات کتنے افراد تھے؟ انہوں نے فرمایا تین سو (300) یا تین سو کے قریب۔ (صحیح بخاری شریف، ج1، باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح بخاری شریف کی روایت میں ہے: آپ کی انگشتہائے مبارک سے پانی چشموں کی طرح جوش مارنے لگا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تو ہم سب سیراب ہوئے اور وضو کئے۔ راوی حدیث حضرت سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اس دن آپ حضرات کی تعداد کیا تھی؟ آپ نے فرمایا: ترجمہ ''اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تب بھی پانی ہمیں ضرور کافی ہو جاتا ہم پندرہ سو (1500) تھے''۔ (صحیح بخاری شریف، ج22، باب غزوۃ الحدیبۃ) شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف کی شرح کے ضمن میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں: ترجمہ ''انگشتہائے مبارک سے پانی نکلنے کے معجزہ کو صحابہ کرام سے تابعین کی ایک بڑی جماعت نے متصل روایت کیا، ان سے مستند ومعتمد علیہ محدثین نے روایت کیا، یہ معجزہ کئی مقامات پر محافل میں صحابہ کرام کی بڑی تعداد کی موجودگی کے وقت ظاہر ہوا اور کسی سے اس کا انکار ثابت نہیں اس لئے یہ ان معجزات سے ہے جو قطعی طور پر ثابت ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

یہ ستم شافع محشر نہیں دیکھے جاتے: اہلِ حق ہو گئے بے گھر نہیں دیکھے جاتے
یا نبی (ﷺ) اُمّتِ عاصی کی خبر بھی لیجے: وقت نے بدلے ہیں تیور نہیں دیکھے جاتے
کفر والحاد کے بڑھنے لگے سائے ہر سُو: یہ ہُبل یہ بُتِ آزر نہیں دیکھے جاتے
پھر ضرورت ہے کہ پیدا ہو کوئی موسیٰ کلیم: اب یہ فرعون کے پیکر نہیں دیکھے جاتے
اہلِ ایماں کو مٹانے پہ تُلی ہے دنیا: یہ ستم اب تو اے سرور نہیں دیکھے جاتے

دین وایماں کو یوں لُٹتے ہوئے دیکھیں کب تک
اب تباہی کے یہ منظر نہیں دیکھے جاتے

شجاعیہ ٹائمز
معلوماتی
21 ستمبر 2025 ء

حبِ رسول ﷺ ایمان کا جزء لاینفک

ایک مسلمان اور مومن کے لیے اپنی ذات کی معرفت و محبت اتنی ضروری نہیں جتنی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے محبت و معرفت ضروری ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ سے محبت جز ایمان ہے اور حب نبوی کے بغیر دعوئے ایمان بھی معتبر نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسالت کو تکمیل ایمان کی شرط کے طور پر بیان فرمایا گیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ’’ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور (قرآن) پر جو ہم نے نازل کیا‘‘ (التغابن:۸) دوسری آیت میں ارشاد ہے: ’’(اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے لاؤ اور اس (کے دین) کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔‘‘ (الفتح:۹) ان آیات سے جہاں ایمان بالرسول کی اہمیت واضح ہوتی ہے وہیں یہ بات بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سے تعلق و محبت کے بغیر دولت ایمان کا حصول بے بنیاد ہے، اس لیے ایمان بالرسالت کا تقاضا ہے کہ محبّ اپنے محبوب کے ہر حکم کے آگے اپنی جبین عقیدت کو اس طرح خم کردے کہ عقل و خرد اور فکر و فلسفہ کا اس میں کوئی عمل دخل نہ ہو۔ حب نبوی ایمان کی بنیاد بھی ہے اور اس کی معراج کمال بھی، اس لیے اللہ تعالیٰ پر صحیح ایمان کا معیار یہی ہے کہ سرور دو عالم ﷺ کے ہر قول و عمل کو بلا چون و چراں اسی طرح مان لیا جائے جس طرح آپ نے فرمایا یا عملی نمونہ پیش فرمایا، نیز آپ سے ایسی محبت کی جائے جو طبعاً، شرعاً اور عقلاً مطلوب و پسندیدہ ہو۔

محبت کی حقیقت :۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے معنی اور اس کی حقیقت کے سلسلے میں اہل علم حضرات نے مختلف باتیں ارشاد فرمائی ہیں، جن کی حقیقت تقریباً ایک ہی ہے۔ (1) حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ اتباعِ رسول کا نام محبت ہے۔ (2) بعض نے کہا کہ جب نبوی امتی کے اس اعتقاد کو کہتے ہیں جس کے تحت وہ اجرائے سنت کا عادی ہوجائے، ہر شعبہ زندگی میں سنت کی پیروی کرنے لگے اور مخالفتِ سنت سے خوف زدہ رہے۔ (3) کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ ذکر محبوب کے دوام کا نام محبت ہے، یعنی ہر دم آپ کی سنت پر عمل پیرا رہے اور بکثرت آپ پر درودِ شریف بھیجتا رہے۔ (4) بعض کا ماننا ہے کہ محبوب پر جاں نثاری محبت کا دوسرا نام ہے۔ (5) بعض حضرات کا خیال ہے کہ محبت محبوب کے شوق کو کہتے ہیں، یعنی جس محبت کے ذریعے محبوب کا قرب اور وصال نصیب ہو وہ حقیقی محبت ہے۔ (6) چند اہل محبت نے فرمایا کہ دل کو رب کی مرضی پر چھوڑ دینا یعنی جو بات محبوب کو ناپسند ہو وہ بھی اس کو ناپسند سمجھے (7) بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ موافقت کی جہت پر دل کے میلان کا نام محبت ہے۔ (بحوالہ عشق رسول ﷺ:۳۶)

مذکورہ بالا معانی محبت میں جو بات قدرے مشترک ہے وہ یہ کہ دل اس طرف مائل ہو جو فطرت انسانی کے مطابق ہو اور قلب کو اس کے ادراک سے لذت حاصل ہو۔

اسباب محبت عموماً محبت کی بنیاد چار چیزیں ہوا کرتی ہیں- (1) جمال (2) کمال (3) نوال احسان (4) قرابت، کبھی کسی کے جمال جہاں آراء حسن اور خوبصورتی کی بناء پر اس سے محبت ہوجاتی ہے جیسا کہ حسن یوسف پر زلیخا اور مصر کی عورتیں عاشق ہوگئی تھیں اور انسان تو انسان بعض حیوان بھی جمال پر عاشق ہوجاتے ہیں، اور پروانے شمع کی روشنی پر عاشق ہیں، حتیٰ کہ جان دے دیتے ہیں، مگر اف تک نہیں کرتے۔

کبھی کسی میں کمال و قابلیت ہو تو اس سے محبت ہوجاتی ہے۔ کبھی کسی کے احسان کرنے کی وجہ سے اس سے محبت ہوجاتی ہے، احسان ایک ایسی چیز ہے جس کی بناء پر انسان ہی نہیں بلکہ موذی جانور بھی اپنے محسن کے تابع ہوجایا کرتے ہیں، ان کے علاوہ قرابت و رشتہ داری کی وجہ سے محبت ہونا ایک فطری بات ہے۔ الحاصل ان چاروں اسباب میں سے کوئی ایک سبب بھی موجود ہو تو محبت کے لیے کافی ہے۔ مذکورہ بالا اسباب و علل کی روشنی میں ذاتِ نبوی ﷺ کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح ہوجائے گی کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی ان تمام صفات و کیفیات کی جامع ہے، کیونکہ آپ میں یہ چیزیں علی وجہ الاتم والاکمل موجود تھیں جو موجب محبت ہیں۔ خالق کائنات نے آپ کو اجمل الخلائق پیدا کیا، ہر قسم کے مکارم سے مزین کیا، ظاہری حسن و جمال اور حسن اخلاق کے علاوہ باطنی خصوصیات و کمالات کا سرچشمہ بنایا، چنانچہ شمائل کی کتابوں میں آپ کے حسن و جمال کے متعلق بیشمار احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری کائنات میں آپ کو جو حسن و جمال اور ملاحت عطا کی گئی وہ کسی اور کو حاصل نہ ہوئی۔

محسن انسانیت ﷺ کے احسانات امتِ مسلمہ پر اس قدر ہیں کہ ان کو کسی عدد محصور میں بیان ہی نہیں کیا جاسکتا، انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لیے آپ نے کیا کچھ نہیں فرمایا، آپ مومنین کے حق میں رؤف و رحیم بلکہ رحمۃ للعالمین ہیں بشیر اور نذیر ہیں، آپ ہی کی وجہ سے یہ امت خیر امت کہلائی، آپ ہی کے ذریعے سے کتاب و حکمت کی تعلیم چار دانگ عالم میں عام ہوئی، امت کے افراد کا تزکیہ ہوا، جو امت اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم کے کنارے پہنچ چکی تھی فلاح و کامرانی کی شاہراہ پر گامزن ہوئی، اس امت پر یہ تمام انعامات صرف آپ ہی کے احسانات کے بدلے مقدر ہوئے۔

آپ ﷺ کی قرابت ہر مسلمان سے ہے بلکہ آپ کی قرابت دوسروں کی قرابت سے اقویٰ ہے، کیونکہ دنیوی قرابتیں جسمانی اور فانی ہوا کرتی ہیں اور آپ کی قرابت روحانی اور باقی ہے، آپ نے فرمایا کہ کوئی مومن ایسا نہیں جس کے لیے میں دنیا و آخرت میں سارے انسانوں سے زیادہ اولیٰ اور اقرب نہ ہوں۔ (بخاری ۲/ ۷۰۵) اسی مضمون کو قرآن پاک کی یہ آیات بھی واضح کرتی ہے: ’’مومنوں کے لیے نبی ان کی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔‘‘ (الاحزاب:۶) ایک حدیث میں ہے کہ آپ امت کے حق میں بمنزلہ شفیق مہربان باپ کے ہیں، جب آپ کی ذات میں تمام خصائل جمیلہ و جمیع اسباب محبت موجود ہیں تو آپ کی ذات کیونکر محبت کے لائق نہ ہوگی۔

محبت کی اهمیت :۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ تکمیل ایمان اس پر موقوف ہے کہ آپ کی محبت سب محبتوں پر غالب ہو یعنی تمام دنیوی تعلقات پر اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو مقدم رکھا جائے، کیونکہ ایک مومن کے لیے یہی سب سے بڑا سرمایۂ افتخار ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے: اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو، یہاں تک تم پر اللہ تعالیٰ اپنا حکم (عذاب) بھیج دیں۔ (التوبہ:۲۴)

اس آیت میں گرچہ ترک ہجرت پر وعید بیان کرنا مقصود ہے، مگر آیت کے عموم سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ سچا ایمان اسی وقت نصیب ہوسکتا ہے جبکہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت ساری دنیا بلکہ خود اپنی جان سے بھی زیادہ ہو اور آپ کی محبت اس درجہ ہو کہ دوسری کوئی محبت اس پر غالب نہ آسکے۔ احادیث مبارکہ سے بھی حب بنوی کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ جب تک کوئی آپ سے دنیا و مافیہا کی ہر محبوب چیز کی محبت سے زیادہ محبت نہ کرے اور دوسروں کی محبتوں پر آپ ﷺ کی محبت کو فوقیت نہ دے تو اعمال صالحہ کا بڑا سے بڑا ذخیرہ بھی اس کے کچھ کام نہ آئے گا۔ کیونکہ ایمان کی بنیاد اور اصل ہی آپ کی محبت ہے، گرچہ باقی ارکان کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اولاد اور دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ (بخاری ۱/ ۷) حضرت انسؓ ہی سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تین باتوں کو ایمانی حلاوت کے حصول کی علامت قرار دیا ہے۔ (۱) انسان کی نظر میں اللہ اور اس کے رسول کی ذات کائنات کی ہر چیز سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہوجائے۔ (۲) وہ اپنے مسلمان بھائیوں سے خدا کے لیے تعلق رکھے (نہ کہ کسی دنیوی غرض و ذاتی منفعت کے لیے) (۳) وہ اپنے لیے کفر کو اسی طرح ناپسند کرے جیسے آگ میں جلنے کو ناپسند سمجھتا ہے۔ (بخاری ۱/ ۸)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر چیز سے عزیز ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی شخص اُس وقت تک مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے لیے اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ حضرت عمرؓ نے تھوڑے توقف کے بعد عرض کیا بخدا یا رسول اللہ ﷺ! اب آپ ﷺ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! اب تمہارا ایمان مکمل ہوا۔ (فتح الباری ۱/ ۱۸) اب ہر شخص خود اپنا محاسبہ کرلے کہ وہ ان علامات محبت پر کہاں تک پورا اترتا ہے اور کہاں تک کوتاہی کرتا ہے! جس سے معلوم ہوجائے گا کہ وہ اپنے صادق و مصدوق نبی مکرم ﷺ سے کس درجہ عقیدت و محبت رکھتا ہے اور اس کے نزدیک آپ ﷺ کی محبت کی کس قدر اہمیت ہے۔

محبت کے تقاضے :۔

جن باتوں کو نبی کریم ﷺ نے اپنی سچی محبت کی علامت قرار دیا ہے اور جو واقعی معیار محبت ہیں، اگر وہ ہماری زندگیوں میں کامل طریقے پر موجود ہیں تو ہم اپنے دعویٰ محبت میں سچے ہیں اور اگر اس میں کچھ کمی ہے تو دعویٰ بلا دلیل ہوگا، چنانچہ آپ سے محبت کا اوّلین تقاضہ یہ ہے کہ ہم شریعت کے احکام اور محبوب ایزدی کی تمام سنتوں اور ہدایتوں کا خیال رکھیں اور ان کو اپنا مقصد حیات بنائیں، ہماری صورت و سیرت، ہمارے اخلاق و کردار، ہمارے طور طریقے، رہن سہن، معاشرت و معاملات سب محبوب کی سنتوں میں رنگ جائیں۔

آج یہ طے کرلیں کہ محبوب کی آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی نماز کو کبھی نہ چھوڑیں گے، داڑھی کی سنت کو مٹا کر محبوب خداوندی کو ناراض نہ کریں گے، کسی کی حق تلفی کے ذریعے اپنی دنیا و آخرت برباد نہ کریں گے، سود و رشوت لے کر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت کے مستحق نہ بنیں گے، شادی بیاہ کے بے جا رسوم کو جڑ پیڑ سے ختم کر کے نکاح کو آسان سے آسان تر بنادیں گے، بے پردگی کے خاتمے کے ساتھ ساتھ صالح معاشرہ وجود میں لائیں گے، نئی نسل کی دینی تربیت کر کے ان کی بے راہ روی پر روک لگائیں گے، معاشرے کو تمام برائیوں اور خلاف سنت کاموں سے پاک صاف کر کے محبوب رب العالمین کی شفاعت کے حقدار بنیں گے اور ان کے دست اقدس سے جام کوثر سے سیراب ہوں گے۔

کیونکہ محبوب سے محبت کا تقاضا یہی ہے کہ آپ ﷺ کے مشن کی تکمیل کی جائے، آپ کی تعلیمات کو عام کیا جائے، آپ کے اخلاق و اوصاف کو اختیار کیا جائے، آپ کی سنتوں کا احیاء کیا جائے، بدعات و خرافات سے اجتناب کیا جائے بالخصوص ناموس رسالت کی حفاظت کے لیے تن من دھن کی بازی لگادی جائے، یہی سچی محبت ہے اور یہی اظہار محبت کا طریقہ ہے۔

Edited, Printed, Published & Owned by : Syed Shah Obaidullah Qadri, Managing Editor: S.M.Ibrahim Qadri, Sub-Editor: Syed Baquar
Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. PH:66171244,Tel/Fax:24515253, Email:shujaiyatimes@yahoo.com, Facebook:Shujaiyatimes.HYD Website: www.shujaiya.com